پہچان

ڈاکٹر غزالہ قمر اعجاز

فلیٹ نمبر 2533، بلاک-E،12th ایونیو، گورسٹی-2، گریٹر نوئیڈا ویسٹ (ایکسٹینشن)، موبائل:9971259882

''بابا تم کتنی دیر سے چلتے جا رہے ہو۔ تھکتے نہیں۔'' عقب سے آئی اچانک آواز نے میرے اُٹھے قدم کو یکا یک روک دیا۔ میں نے دائیں طرف گردن موڑتے ہوئے آواز کی سمت دیکھنا چاہا، مگر بائیں جانب سے وہ میرے سامنے آکر کھڑا ہو گیا۔ دس گیارہ سال کا بچہ دھول مٹی میں اٹا ہوا وہ بچہ میلی قمیص اور نیکر پہنے ہوئے تھا۔۔۔ آستین پھٹی ہوئی اور بٹن ٹوٹے ہوئے تھے۔۔۔ میری کمزور نگاہیں کپڑوں کے صحیح رنگ کا اندازہ نہیں لا سکیں۔ وہ منھ پھاڑے مجھے حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ اس کا ایک ہاتھ بالوں میں پھنسا تھا اور دوسرا ٹھوڑی پر۔ تبھی زور سے ہوا چلی۔۔۔ فضا میں خنکی تھی۔ آسمان پر چھائے بادل کبھی سورج کو چھپا لیتے تو کبھی اُسے عیاں کرتے ہوئے دھیرے دھیرے سرکتے ہوئے دور چلے جاتے۔۔۔ بارش ہو گی یا نہیں۔ بادلوں کی عجیب سیاست تھی۔ سیاست۔۔۔ زمین پر ہوتی ہے تو انسانیت کو شرمسار کر دیتی ہے۔ کسی کو رسوا کرتی ہے۔۔۔ کسی کو ننگا کرتی ہے تو کسی کسی کو قسمت کی بلندیوں پر پہنچا دیتی ہے، مگر جب آسمان پر ہوتی ہے تو انسانوں کے لیے یہ زمین بھی تنگ ہو جاتی ہے۔

لڑکے نے دونوں ہاتھوں کو آپس میں رگڑتے ہوئے گرمی پیدا کرنے کی کوشش کی۔ اس کے چہرے پر بلا کی معصومیت تھی۔۔۔ مجھے دیکھ کر وہ خوش بھی ہو رہا تھا اور حیرت سے بھی دو چار تھا۔ شاید میرا حلیہ ہی کچھ ایسا ہے۔۔۔ نیم برہنہ لاغر جسم۔۔۔ آنکھوں پر گول فریم کا چشمہ۔۔۔ ایک لاٹھی کے سہارے چلتا ہوا۔۔۔ میں چل رہا ہوں۔۔۔ کب سے۔۔۔ مجھے تو یہ بھی یاد نہیں۔ برسوں گزر گئے شاید۔۔۔ پہلے میرے ساتھ ایک ہجوم چلتا تھا۔۔۔ لوگ غول در غول اکٹھا ہو کر انقلاب کا نعرہ بلند کرتے ہوئے میرے چھوڑے نشان پر اپنے قدم رکھتے ہوئے آگے بڑھتے۔۔۔ میری ایک پکار پر اپنا سب کچھ نچھاور کر دیتے۔۔۔ مجھ پر اعتبار بھی کرتے تھے اور اعتماد بھی جتاتے تھے۔۔۔ یہ کب کی بات ہے۔۔۔ میں سوچ بھی نہیں پا رہا ہوں۔۔۔ پھر پتہ نہیں کیا ہوا۔۔۔ انسانوں کے جنگل سے ہوتا ہوا میں اس ویرانے میں آ گیا۔۔۔ اس بھیڑ سے الگ ہو گیا۔۔۔ کب۔۔۔ میں اپنے ذہن پر زور ڈالتا ہوں۔۔۔ مگر کسی نتیجے پر نہیں پہنچ پاتا۔۔۔ میں چل رہا ہوں، مگر میرے ساتھ اب کوئی کیوں نہیں آتا۔۔۔ کوئی مجھے کیوں نہیں روکتا۔۔۔ مگر آج یہ بچہ۔۔۔ میں جذبات سے خالی تھا۔ اس کے ملائم ہاتھوں کے لمس نے پتہ نہیں کہاں سے حرارت پیدا کر دی۔۔۔ میں اس کا ہاتھ تھامے نیم کے گھنے پیڑ کے نیچے بنے چبوترے کی طرف آ گیا۔

''کیا نام ہے تمہارا۔''

اس کے گھنے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہی وہاں جمی گرد بکھرنے لگی۔

''میرا نام۔۔۔ تم بتاؤ میرا نام کیا ہے۔''

''میں۔۔۔ میں کیسے بتا سکتا ہوں۔''

''کون سا نام بتاؤں۔''

منھ پر ہاتھ رکھ کر وہ گہری سوچ میں گم ہو جاتا ہے۔ مجھے تعجب ہوا۔ بھلا کوئی اپنا نام بھی سوچتا ہے۔۔۔ مگر یہ۔''

''پہلے یہ بتاؤ تم ہندو ہو یا مسلمان۔''

اس سے پہلے کہ میں کچھ کہتا۔۔۔ اس کے بھولے بھالے منھ سے ایک ایسا سوال نکلا جو سیدھے میرے سینے کو چیرتا ہوا میرے دل پر لگا۔ میرا دُبلا پتلا جسم لڑکھڑانے لگا۔ منھ میں آئے تھوک کو میں نے اندر نگل لینے کی کوشش کی۔ آسمان زور سے گرجا۔۔۔ جیسے زمین پر ہو رہی سیاست پر قہقہہ لگا رہا ہو۔ نیم کا پیڑ کپکپا اُٹھا ہے۔ اس کی شاخیں زور زور سے ہلتے ہوئے احتجاج کرنے لگیں۔ اپنا سوال بھول کر وہ بچہ ایک شاخ کو پکڑ کر جھولنے لگا۔ میں نے لاچاری سے پیڑ کے تنے سے اپنا سر ٹیک لیا۔ نیم شاید اسی لیے کڑوا ہوتا ہے۔ سکون کے متلاشی لوگوں کی تمام تلخی وہ اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔۔۔ مگر آج شاید اس کی ہمت بھی جواب دے چکی تھی۔ خود سے تھک کر میں نے بھی پتہ نہیں کتنی راتیں ایسے ہی نیم کے چبوترے پر گزاری ہیں۔ بڑے بڑے رشیوں اور منیوں نے پیڑوں کی چھاؤں میں اپنے آپ کو کھویا ہے اور انسانیت کا پیغام دنیا کو دیا ہے، مگر آج کے اس سوال پر وہ درخت بھی شاید تڑپ گیا۔

''بتاؤ نا بابا تم ہندو ہو یا مسلمان۔''

اُسے اپنا سوال پھر یاد آ گیا۔ وہ جھولتے جھولتے شاید تھک سا گیا اور اب زمین پر بیٹھ کر انگلی سے مٹی کریدنے کی کوشش کر رہا ہے۔ میرا سنسناتا ہوا جسم ایک بار پھر ڈولنے لگا....مگر پتہ نہیں کیوں اب مجھے اس بھولے بھالے دس گیارہ سال کے لڑکے سے خوف سا آنے لگا.... میں اُسے کیا جواب دوں مجھے کیا جواب دینا چاہیے.... میرے اندر کا سیاستداں جاگ اُٹھا۔

''تم کہاں رہتے ہو۔''

میں نے اُسے اس کے سوال سے بھٹکانے کی کوشش کی۔

''اپنا تو کوئی گھر ہے اور نہ ہی ماں باپ.... جب بہت چھوٹا تھا.... اتنا۔'' وہ بیٹھے بیٹھے ہاتھ اپنے سر کی اونچائی تک لے گیا۔

''تب ایک عورت عبدل عبدل کرتے میرے پاس آئی اور مجھے زور سے جکڑ لیا۔ میں نے اُس سے بہت کہا کہ میں عبدل نہیں ہوں پر وہ مانی ہی نہیں.... ہر وقت مجھے اپنے ساتھ رکھتی....کھانا دیتی....منھ دھلاتی....ہم ساتھ میں بھیک مانگتے....مگر ایک دن ایک ٹرک والا اُسے کچل گیا۔ میں بہت رویا....بھوک بھی لگی تھی۔ پھر موچی کا کا مجھے ایک جگہ لے کر گیا۔ وہاں سب لوگ لائن میں کھڑے تھے اور کھانا بٹ رہا تھا، کھانا دینے والے نے موچی سے پوچھا۔

''یہ آج اپنے ساتھ کسے لائے ہو۔''

''یہ....یہ رامو ہے مائی باپ۔ آج ہی گاؤں سے آیا ہے۔''

پوری سبزی کھانے کے بعد میں نے کاکا سے کہا میرا نام تو عبدل ہے تم نے رامو کیوں بتایا۔

''رامو بتایا....جبھی تو کھانا ملا۔ دھیرے دھیرے تم بھی یہ سب سمجھ جاؤ گے۔ میں کاکا کے ساتھ رہنے لگا، مگر ایک دن وہ بھی پتہ نہیں کہاں غائب ہو گیا۔ میں پھر رویا۔ اِدھر اُدھر ڈھونڈا....مگر وہ ملا ہی نہیں....پھر دھیرے دھیرے مجھے معلوم ہو گیا کہ جہاں پوری سبزی ملے وہاں میرا نام رامو ہے اور جہاں پلاؤ ملے وہاں میرا نام عبدل ہے، مگر اب میں ایک ڈھابے پر کام کرتا ہوں....بڑا ہو گیا نا۔ وہاں سب مجھے چھوٹو بلاتے ہیں تو اب وہ لفڑا ہی ختم۔'' وہ خوش ہو گیا، مگر پھر اُداس ہوتے ہوئے بولا:

''آج ڈھابے والے نے مجھے بہت مارا تو میں تمہارے پیچھے پیچھے آ گیا، اب تم بتاؤ میں تمھیں اپنا کون سا نام بتاؤں۔''

وہ معصوم بچہ دنیا کی سیاست سے بے خبر میری طرف دیکھ رہا تھا۔ پتہ نہیں کیوں اُسے اُمید تھی کہ اُس کے سوال کا جواب میرے پاس ہے۔ حالانکہ اس وقت نہ تو میرے پاس پلاؤ تھا اور نہ ہی پوری سبزی۔ میں تو خود ہی اپنے نیم برہنہ لاغر جسم کو ڈھوتے ڈھوتے اپنی پہچان مٹا چکا ہوں.... اب اس کی شناخت کہاں سے لاؤں۔ مٹی میں انگلی گھماتے گھماتے وہ میری طرف بھی دیکھتا جا رہا تھا۔ اس کا پورا جسم مجھے ایک سوال کی طرح محسوس ہوا۔ خود کو دریافت کرنے کے مرحلے سے میں گزر چکا ہوں اس لیے چلتا رہتا ہوں.... بچے کی طرف میں نے اپنا ہاتھ بڑھایا اور ایک انجان راستے پر چل پڑا.... پیچھے مُڑ کر دیکھا تو تیز ہوا کے جھونکے ہمارے قدموں کے نشان مٹاتے جا رہے تھے....آسمان پر پتہ نہیں کون سی سیاست ہو رہی تھی۔ میں لڑکھڑایا....خود کو سنبھالتے ہوئے میری ناک پر ٹکا میرا چشمہ کہیں دور جا گرا۔ بادل زور سے گرجا۔ تیز روشنی کی کرن میرے چشمے سے ٹکرائی جو دو حصّوں میں تقسیم ہو چکا تھا۔ ''سوچھتا'' ایک حصّے پر لکھا ہوا تھا۔

....''سوچھتا'' یعنی صفائی۔ ہمارے ذہنوں کی صفائی آج کی پہلی ضرورت ہے۔ مانتے ہیں نہ آپ لوگ۔

◆◆◆

توجہ طلب

- قلمکار حضرات اپنی تخلیقات کے ساتھ اپنا پاس بُک میں درج نام انگریزی میں اسپیلنگ کے ساتھ ضرور لکھیں۔ اپنا مکمل پتا، پن کوڈ اور رابطے کے لیے فون نمبر بھی ضرور درج کریں۔
- قلمکاروں سے ایک گزارش اور ہے کہ بذریعہ ای۔میل اپنی تخلیقات بھیجنے سے قبل اپنی تخلیقات کو ایک بار ضرور پڑھ لیں تا کہ اس میں پروف کی غلطیاں کم سے کم رہیں۔

ــــادارہ